www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

عبدالقوی لقمان کیلانی

تذکرۂ ایام

وہ جو تنہا پوری ایک جماعت تھا

[تذکرہ مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ]

تمام تر تعریفیں اس اللہ جل شانہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا مربی ہے، جو سب سے زیادہ مہربان اور نہایت رحم والا ہے، جو جزا کے دن کا مالک ہے اور تمام انسانوں کو ان کے اعمال کے مطابق پورا پورا بدلہ دے گا۔

اللہ کی قدرت کہ آج مجھے کس ہستی پر قلم اٹھانا اور کس بات کا تذکرہ کرنا مقصود ہے! قلم ہے کہ قرطاس پر جنبش کی سکت نہیں رکھتا، عقل ہے کہ وہ اس بات کو تسلیم کرنے سے یکسر انکاری ہے، اور یہ تصور کرنا بہت مشکل محسوس ہوتا ہے کہ وہ "نابغۂ عصر" جو چند دنوں پیشتر مرجع خلائق تھا، اب اس کا صرف تذکرہ ہی زبان زد عام و خاص ہو کر رہ گیا ہے۔ جس کی کسی کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے راقم الحروف اپنی تحریروں میں بڑے ناز و فخر اور شدت جذبات سے مغلوب ہو کر اس کے نام کے ساتھ رعاہ اللہ تعالیٰ، اطال اللہ تعالیٰ عمرہ اور متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتہ لکھا کرتا تھا، اب انتہائی بے بسی اور لاچاری میں، سخت صدمے اور حزن و ملال سے دو چار ہو کر اسی کے نام کے ساتھ رحمہ اللہ تعالیٰ، نور اللہ تعالیٰ مرقدہ اور قدس اللہ تعالیٰ ضریحہ کے الفاظ لکھنے پر مجبور ہے۔

یہ ہے حضرت انسان اور اس کی زندگی کی حقیقت! اور دنیا جس میں وہ رہتا ہے اس کی بے ثباتی کی ایک جھلک۔ بالآخر اس سلسلے میں تمام تر خدشات و وساوس کو جھٹلائے بغیر کوئی چارہ نہ رہا اور اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑا، کہ ایک کافر جو اللہ تعالیٰ کی آیات بینات، انبیاء و رسل علیہم السلام اور دیگر شعائر اسلام کو تو جھٹلاتا ہے لیکن آج تک موت کی حقیقت کا انکار نہ کر سکا، اور ایک دھریہ جس نے اللہ جل مجدہ کے وجود کو تسلیم کرنے سے تو انکار کر دیا، لیکن جب اس حقیقت (موت) کے وقوع پذیر ہونے کا وقت آیا تو اس کی عقل و شعور اور فکر و نظر کے سارے خود ساختہ تانے بانے ٹوٹ کر ہوا ہو گئے اور وہ بھی اپنے آپ کو موت کے شکنجے سے نہ بچا سکا اور یہی وہ حقیقت ہے جس کی سچائی پر یہ ارشاد باری شاہد ہے:

﴿قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ﴾

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"(اے پیغمبرؐ) کہہ دو کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہاری روحیں قبض کر لیتا ہے، پھر تم اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے" (سورۃ السجدۃ:۱۱)

اس راہی عدم ہونے والے "مسافر" کی شخصیت اس عنوان کی آئینہ دار تھی جو میں نے سرورق رقم کیا ہے، اور یہ بات بھی عین حقیقت ہے کہ جسمانی بناوٹ کے اعتبار سے ایک اکیلا شخص متعدد اشخاص نہیں ہو سکتا، اور نہ ہی شرعی، اخلاقی اور تمدنی اعتبار سے کسی معاشرے میں ایک شخص کا اطلاق ایک سے زیادہ اشخاص پر ہوتا ہے، خواہ وہ قدرومنزلت اور مرتبے کے اعتبار سے رسول یا نبی ہی کیوں نہ ہو، بلکہ اگر وہ فرشتوں یا جنوں کی جنس سے ہے تب بھی ایک ایک ہی رہے گا، اس پر دو یا زیادہ کے احکام اور حقوق لاگو نہیں ہوں گے تو پھر میرے اس تجویز کردہ عنوان "وہ تنہا ایک پوری جماعت تھا" کا اصل مطلب اور مفہوم کیا ہے؟

مذکورہ بالا "عنوان" میں ایک انتہائی خوبصورت اور پر مغز مفہوم کار فرما ہے جس کی وضاحت اللہ تعالیٰ کے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے بارے میں اس فرمان سے ہوتی ہے:

﴿ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴾ (سورۃ النحل:۱۲۰)

"بے شک ابراہیم علیہ السلام (لوگوں کے) امام (اور) خدا کے فرمانبردار تھے، جو ایک طرف کے ہو رہے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے"

دراصل انسان تنہا ہونے کے باوجود اس عارضی دنیا میں جس کی حیثیت ایک ناپائیدار سرائے کی سی ہے، اپنی جہد مسلسل اور عمل پیہم سے ایسے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیتا ہے کہ بسا اوقات ایک پوری جماعت بھی ایسے کارنامے سرانجام دینے سے قاصر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دارالعمل (دنیا) میں ایک عامل (مزدور) کی حیثیت سے بھیجا ہے اور اسے مسلسل محنت و مشقت پر انگیخت دلائی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ ﴾ (سورۃ البلد:۴)

"کہ ہم نے انسان کو تکلیف (کی حالت) میں (رہنے والا) بنایا ہے۔"

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ﴾

"اے انسان! تو اپنے پروردگار کی طرف (پہنچنے میں) خوب کوشش کرتا ہے سو اس سے جا ملے گا" (سورۃ الانشقاق:۶)

آیات مبارکہ میں جس محنت و مشقت کا تذکرہ ہوا ہے، وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کے احکام کی بجاآوری اور حق تعالیٰ جل شانہ کی عبادت و ریاضت سے عبارت ہے۔

اسی طرح مومن کی شان ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص اسے کوئی "محمود عمل" کرتا ہوا دیکھ کر اسے استحسان کی نظر سے دیکھتے ہوئے اس کی تعریف بھی کرنے لگ جائے تو یہ بھی اس کے لئے ایک خوشخبری کے مترادف ہے اور اس کے حق میں خیر کی علامت ہے۔ جس طرح کہ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا:

"یا رسول اللہ ﷺ ! أرأیت الرّجل یعمل العمل من الخیر ویحمده النّاس علیه وفی روایة ویحبّه النّاس علیه قال تلك عاجل بشری المؤمن۔

"آپ ایسے شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں کہ وہ نیکی کا کوئی کام کرتا ہے اور اس کام پر لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں، اور ایک روایت ہے اور لوگ اس نیکی کے سبب سے اس سے محبت کرتے ہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا: یہ مومن کی خوشخبری اسے جلدی ملنے والی ہے۔ (یعنی دنیا میں خوش خبری دے دی گئی ہے اور آخرت کا اجر باقی ہے" (صحیح مسلم)

مومن کی یہی شان، مقام اور مرتبہ ہے جو بارگاہ ایزدی میں اسے مقرب بناتا ہے۔ جب اس حوالے سے میں مولانا مرحوم کے ایمان و ایقان کا ملاحظہ کرتا ہوں، تو ہر دم ایک نئی شان اور نئی آن میں ان کی سیرت و کردار اور گفتار و اعمال کو دمکتے اور چمکتے ہوئے پاتا ہوں۔ جیسا کہ علامہ اقبال ؒ کے اس شعر سے عیاں ہوتا ہے۔

ہر لحظہ مومن کی نئی شان، نئی آن
گفتار میں، کردار میں اللہ کی برھان

حدیث میں اللہ تعالیٰ کے ہاں جن پسندیدہ ناموں کا ذکر ہوا ہے، ان میں ایک نام "عبدالرحمٰن" بھی ہے۔ آپ کا صرف نام ہی "عبدالرحمٰن" نہیں تھا بلکہ آپ پورے پورے اسم بامسمی تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے زندگی میں اپنی ضرورت سے زیادہ کسی چیز کی تمنا کی اور نہ ہی کسی چیز کا ضیاع کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا مرحوم کے عادات و خصائل اور طور اطوار فطری زندگی کے انتہائی قریب تھے۔ بے جا خرچ کرنے سے اجتناب، بلاوجہ گفتگو سے پرہیز اور "قیل و قال" میں پڑنے سے احتراز جیسے اوصاف آپ کی شخصیت میں نمایاں اور ہمہ وقت دیکھے جاسکتے تھے۔ اسی طرح آپ کی گفتگو انتہائی بامقصد اور مدلل ہوتی۔ دین میں شکوک و شبہات والے امور سے ہمیشہ بچتے رہے، بلکہ بڑے کھلے اور فراخدلانہ انداز سے الجھنوں اور پیچیدگیوں میں پڑنے کی بجائے سیدھے سادھے اور واضح شرعی احکام کو بجالانے پر زور دیتے۔ انہی خصائل کی جانب محسن انسانیت ﷺ نے اپنی امت کو توجہ دلائی ہے۔

حدیث میں ہے:

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نهى رسول الله ﷺ عن قيل وقال و كثرة السؤال و إضاعة المال ۔

"رسول اللہ ﷺ نے قیل و قال، سوالات کی کثرت اور مال کو ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے۔" (صحیح بخاری، کتاب الرقاق)

نیز آپؐ کا یہ فرمان بھی امت کی رہنمائی کے لئے موجود ہے:

دع ما يريبك إلى مالا يريبك (صحیح بخاری، کتاب البیوع)

"شکوک و شبہات میں ڈالنے والی چیزوں کو چھوڑ کر واضح اور یقینی باتوں کو اختیار کر"

نیز اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی پہچان یہ ہے کہ ان کے ہر عمل کی غرض و غایت اللہ جل شانہ کی رضامندی اور خوشنودی کا حصول ہوتا ہے، اس اعتبار سے جب مولانا مرحوم کی زندگی کے اعمال و افعال پر نظر پڑتی ہے تو وہ اپنے پسماندگان کے لئے مشعل راہ نظر آتے ہیں۔ کوئی اکیلا آدمی تو کجا ایک پوری جماعت مل کر بھی اتنا کام نہیں کرسکتی جتنا کام ایک مختصر عرصہ میں انہوں نے سرانجام دیا۔ زندگی میں جس کام کا ایک بار ارادہ کرلیا، اس پر عمل کرکے چھوڑا، گویا آپ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی چلتی پھرتی عملی تصویر تھے: ﴿ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ ﴾ (سورۃ آل عمران:۱۵۹)

یوں تو انہوں نے حدیث رسول مقبول ﷺ ـــــ "الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة (صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا) کہ قرآن مجید میں مہارت رکھنے والا نیکوکار لکھنے والے (فرشتوں کے) ساتھ ہے ـــــ کے مصداق اپنی زندگی میں تقریباً پچاس کے قریب قرآن مجید اپنے ہاتھوں سے لکھے اور معاوضہ میں ملنے والی پاکیزہ اور حلال کمائی سے اپنی اور اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے فریضہ کو باحسن و خوبی نبھایا، لیکن ایک عظیم سعادت جو انہیں حاصل ہوئی وہ یہ کہ انہوں نے عزم کرلیا کہ ایک مکمل قرآن مجید حرمین شریفین میں بیٹھ کر لکھوں گا۔ چنانچہ ذرائع آمدورفت میں رکاوٹوں اور مالی مشکلات کے باوجود قرآن مجید کی مکی سورتیں بیت اللہ شریف کے سامنے اور مدنی سورتیں مسجد نبویؐ میں رحمۃ للعالمین کی ہمسائیگی میں بیٹھ کر لکھیں اور اس طرح اپنی ان تھک کوششوں اور غیر متزلزل ارادے کی بنا پر نامساعد حالات میں اس سعادت سے بہرہ ور ہوئے:

﴿ ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴾ (سورۃ الجمعۃ: ۴)

"یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل کا مالک ہے۔"

مولانا مرحوم کے ہاتھوں کا لکھا ہوا یہی نسخہ آج کل "مجمع ملک فھد بن عبدالعزیز، مدینہ منورہ" میں طباعت کے زیور سے آراستہ و پیراستہ ہوکر منظر عام پر آچکا ہے اور اب توقع ہے کہ اسی مطبوعہ متن کے تحت ان کا اپنا کیا ہوا ترجمہ اور تفسیر بھی شائع کی جائے گی۔ اس کام کی تکمیل کے لئے تادم حیات انہوں نے سرتوڑ کوشش کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کی تکمیل کے شرف سے بھی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہمکنار فرمادیا تھا۔

مولانا مرحوم کی عمر جوں جوں بڑھتی جارہی تھی، ان کے کاموں میں تیزی، ان کی صحت میں نکھار اور ان کے معمولات میں ڈسپلن اور نظم و ضبط بڑھتا چلا جاتا تھا۔ آپ کی وفات سے چند سال قبل ان کی آنکھوں میں سفید موتیا اترنا شروع ہوا یہاں تک کہ نوبت ایک ہلکا سا آنکھوں کا آپریشن کروانے تک پہنچ گئی، آپریشن کیا ہونا تھا، وہ تو ایک بہانہ تھا، قدرت نے اپنے درویش بندے کی آنکھوں میں پہلے سے کہیں زیادہ روشنی اتار دی، گویا کہ وہ ایک طرح کی ندائے غیبی تھی اور آپ نے جو پہلے سے مستقل عینک لگا رکھی تھی، وہ بھی اتار دی اب آپ کا تحریر کردہ مسودہ اتنا باریک ہوتا کہ خود راقم الحروف کو بھی پڑھنے میں دشواری پیش آتی، یوں معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے سے اپنے دین کا کوئی خاص کام لینا چاہتے ہیں اور واقعی انہوں نے ایک محدود مدت میں وہ کام کر دکھایا کہ بہت لوگ مل کر بھی اتنی تیزی سے اتنا پائیدار کام نہیں کرسکتے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سید المحدثین امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ کی بچپن میں بینائی جاتی رہی۔ آپ کی والدہ محترمہ جو کہ انتہائی پارسا، متقی اور پرہیزگار تھیں، نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار! اس بچے کی بینائی کو لوٹا دے۔ دعا میں اس قدر رقت اور تاثیر تھی کہ بارگاہ ایزدی میں قبول ہوئی اور امام موصوف ؒ کو آنکھوں کی وہ روشنی نصیب ہوئی کہ انہوں نے اپنی کتاب "التاریخ الکبیر" حرم نبویؐ کے صحن میں بیٹھ کر چاند کی روشنی میں تالیف فرمائی۔

اس بات میں ہرگز ہرگز مبالغہ آمیزی نہیں اور نہ یہ راقم الحروف کا مرحوم کے ساتھ جذباتی وابستگی اور تعلق کا مظہر ہے بلکہ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ راقم اس وقت مولانا مرحوم کی کتاب "شریعت و طریقت" کا عربی میں ترجمہ کر رہا تھا (جو کہ عنقریب بفضل اللہ تعالیٰ سعودی عرب میں طبع ہو کر شائع ہونے والی ہے) اور اسی سلسلے میں مولانا مرحوم سے گاہے بگاہے ملاقات کا بھی شرف حاصل ہوتا رہتا، میرے دیکھتے دیکھتے دو تین ماہ میں انہوں نے اپنی کتاب "الشمس والقمر بحسبان" مکمل کرلی اور میں اس وقت انگشت بدنداں ہوگیا جب وہ کتاب چھپ کر مارکیٹ میں بھی آگئی اور پھر انہوں نے ایک ملاقات میں محبت و شفقت بھری نگاہوں سے میری طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے مذکورہ کتاب کا ایک نسخہ اپنے ہاتھ سے میرا اور اپنا نام لکھ کر بطور ہدیہ میرے حوالے کردیا۔ (اللهم اجعل قبره روضة من رياض الجنة)!!! یہ کتاب اپنے موضوع اور فن کے اعتبار سے ایک انفرادی حیثیت کی حامل ہے اور یہ کتاب پڑھنے سے قاری پر عیاں ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کس قدر خصوصی صلاحیتوں سے نوازا تھا ـــــ سچ ہے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مولانا مرحوم کی دینی سرگرمیوں اور مصروفیات میں سے ایک بڑا کام "مدرسہ تدریس القرآن والحدیث للبنات" کی تعمیر و ترقی اور اس کی دیکھ بھال تھا۔ کسی ادارے یا مدرسے کا منتظم ہی یہ جانتا ہے کہ اس ذمہ داری کو نبھانا کتنا جان جوکھوں کا کام ہے، لیکن آفرین ہے اس دبلے پتلے اور سڈول جسم رکھنے والے عبقری پر جس نے انتہائی علمی مصروفیات اور گھریلو مسائل کے ہوتے ہوئے بھی دین کی اس شمع کو فروزاں رکھنے میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔ آپ ادارے کے انتظامی معاملات میں اس قدر ہوشیار، چاک و چوبند اور کھرے تھے کہ دیکھنے والا حیران و ششدر رہ جاتا اور پھر اس پر مستزادیہ کہ اتنے بڑے ادارے کو ایک تنہا شخص کی طرف سے ہر قسم کا مالی و علمی تحفظ برابر ملتے رہنا اور آئے دن اس کے علمی و تعمیری معیار میں اضافہ ہوتے چلے جانا، جبکہ انہیں کسی قسم کا خاص جماعتی سہارا بھی نہ تھا اور نہ ہی کسی رفاہی ادارے کی جانب سے کوئی خاص فنڈ وغیرہ ملتا تھا۔ یہ باتیں عام انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتی ہیں۔ یہ درسگاہ وسن پورہ لاہور کے پورے علاقہ میں ایک منفرد خصائص کی حامل علمی دانشگاہ ہے جو سالہا سال سے پورے علاقے میں کتاب و سنت اور دینی تعلیمات کی ضیاء پاشیوں میں مصروف ہے، اس کی تاسیس اور تعمیر و ترقی کا اصل سہرا مولانا مرحوم کے سر ہے۔ (جزاہ اللہ تعالیٰ عنا خیر الجزاء)

آج بھی اس درسگاہ کا نظارہ کرنے والے پر واضح ہوتا ہے کہ یہاں سارے کا سارا سلسلہ صرف نیکی نیتی اور اخلاص کی طاقت اور قوت پر چل رہا ہے۔ ورنہ آج کے دور کی مہنگائی اور مادہ پرستی کی اس دوڑ میں لاہور جیسے شہر میں اس نوعیت کے ادارے چلانا جبکہ وہاں آمدنی کے کوئی مستقل ذرائع بھی نہ ہوں، ایک امر محال ہے۔ بس ایسے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہی بار بار سامنے آتا ہے:

﴿ إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ﴾ (سورۃ محمد:۷)

"اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ (اللہ) تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔"

اس ادارے میں سینکڑوں طالبات زیر تعلیم ہیں اور ہر سال بیسیوں لڑکیاں شاندار نتائج سے سند فراغت حاصل کرتی اور ملک کے مختلف علاقوں میں اللہ تعالیٰ کے دین کی نشرواشاعت اور توحید و سنت کی ترویج کا فریضہ سرانجام دیتی ہیں۔ مذکورہ ادارے کی سہ منزلہ عمارت اور اس کی توسیع بھی ایک عجیب قصہ ہے۔ حیرت ہوتی ہے مولانا مرحوم کی ہمت اور تگ و دو پر کہ انہوں نے ضعف پیری میں

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کس طرح محنت اور جانفشانی سے مدرسہ سے ملحقہ ایک رہائش کو خریدا۔ دس پورہ ایسی گنجان آبادی میں اس طرح کی ایک رہائش کو مدرسہ کی عمارت میں ضم کردینا کوئی معمولی کام نہیں، اور یہ سب کچھ انتہائی سرعت اور تھوڑی سی مدت میں ہوگیا۔ ابھی ہم سن ہی رہے تھے کہ مدرسہ کی توسیع کا پروگرام ہے اور میں شاید دو اڑھائی ماہ کے وقفہ سے وہاں گیا تو یہ دیکھ کر حیرت و استعجاب کے سمندر میں غوطے کھانے لگا کہ بالکل پہلی جیسی ایک بلند و بالا سہ منزلہ عمارت مدرسہ کی عمارت سے متصل کھڑی دکھائی دے رہی ہے۔

اولاد جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت عظمیٰ ہے اور جہاں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں دیگر تمام نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا، وہاں اولاد کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا۔ لیکن کیا ہی خوش نصیبی اور سعادت مندی ہے جو کہ اس سلسلے میں مولانا مرحوم کے حصہ میں آئی۔ آپ کی اولاد و احفاد کی تعلیم و تربیت کے بارے میں انفرادی تذکرہ کے لئے تو بیسیوں صفحات درکار ہیں کہ کس طرح اس اللہ تعالیٰ کے درویش نے اپنی شریک حیات کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اس نعمت کی قدر کی اور اسے علم و عمل کے زیور سے مرصع کیا۔ آپ کی ساری اولاد ماشاء اللہ اعلیٰ تعلیم یافتہ، انتہائی متشرع اور دین کی علمبرداری کے لئے شب و روز کوشاں رہتی ہے۔ چونکہ مولانا مرحوم کی ساری اولاد اندرون و بیرون ملک اعلیٰ عہدوں پر فائز ہے، لہٰذا وہ اپنے سادہ مزاج، محنتی اور قناعت پسند ہونے کے باوصف سارے دینی امور "خالصتاً لوجہ اللہ الکریم" انجام دیتے ہیں۔ بلکہ اپنی محنت سے کمائی ہوئی پاکیزہ رقم کا وافر حصہ نیکی کو فروغ دینے اور رفاہی کاموں پر صرف کرتے ہیں۔ اس خوش نصیب گھرانے کی خوش بختی کا یہ عالم ہے کہ اس وقت مولانا مرحوم کی ذریت میں تیس سے اوپر حفاظ قرآن ہیں جو سب کے سب رمضان المبارک کے مہینے میں کلام الٰہی سے فضا کو بقعہ نور بنا دیتے ہیں حضرت معاذ جھنی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے، کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

من قرأ القرآن و عمل بما فيه ألبس والداه تاجا يوم القيامة ضوئه أحسن من ضوء الشمس........ الحديث (رواہ احمد و ابوداؤد)

"جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوا تو اس کے والدین کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی چمک دمک سورج کو بھی ماند کردے گی"

(مسند احمد اور سنن ابی داؤد)

فَتَعَالَى اللهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ

باوجودیکہ مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہر نعمت سے نوازا تھا اور اگر وہ چاہتے تو دنیوی مال و متاع کا کافی حصہ جمع کرلیتے اور اس طرح علمی و سیاسی حلقوں میں بھی کافی شہرت پالیتے، لیکن انہوں

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نے نمود و نمائش کی تمنا ہی نہیں کی، اور نہ ہی کبھی جماعتی سطح پر کسی عہدے وغیرہ کے حصول کی کوشش کی، یہی وجہ تھی کہ وہ جماعتی گروہ بندی اور افتراق و انتشار کے نقصانات اور تلخیوں سے پوری طرح محفوظ و مامون تھے اور ہر دیندار شخص اور مصلح انسان خواہ وہ مسلک اہلحدیث کا شیدائی ہو یا کسی دوسری دینی جماعت سے وابستگی رکھنے والا ہو، ان کی دل سے قدر و عزت کرتا، اسی طرح ان کی نظر میں بھی ہر نیک اور متشرع آدمی قابل احترام تھا۔ مزید بر آں ضرورت سے زیادہ کسی بھی چیز کو سامان تعیش خیال کرتے، اور ساری عمر اپنے بچوں کو بھی یہی سبق پڑھایا۔ حتیٰ کہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں جبکہ ان کی عمر ستر سال سے متجاوز تھی، وقت کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرتے اور کوئی بھی کام کرنا ہوتا تو بغیر کسی تاخیر اور سوچ بچار کے سائیکل پکڑتے اور گاڑیاں بھگانے والوں سے کہیں پہلے وہ کام کرکے واپس بھی آجاتے۔ لاہور شہر میں کوئی بھی ذاتی کام ہوتا تو اکثر اپنی سائیکل ہی استعمال کرتے۔ آپ بلاشک و شبہ اس فرمان نبویؐ کے مصداق تھے:

ان اللہ یحب العبد التقی الغنی الخفی۔

"بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگار، آسودہ حال اور چھپ کر رہنے والے بندے کو پسند کرتا ہے۔" (صحیح مسلم)

اصحاب علم و فضل اور اہل قلم حضرات آپ کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ہر باشعور اور دانشور کے دل میں آپ کے لئے عزت و احترام کے جذبات موجزن تھے اور ایسا کیوں نہ ہوتا۔ آپ نے کبھی بھول کر بھی اپنے یا بیگانے کو ہاتھ یا زبان سے ایذا نہیں دی۔ آپ کا قلم اور زبان ہمیشہ غلط بات کی تردید کی حد میں رہے۔ آپ کی تصانیف و تالیفات اور مضامین کا کافی حصہ عصر حاضر میں جنم لینے والے باطل افکار و نظریات کے رد میں ہے، لیکن مولانا مرحوم کا یہ سارا مواد اس بات پر شاہد ہے کہ انہوں نے ہمیشہ اپنی تنقید کا ہدف انہی باطل اور فاسد خیالات و معتقدات کو ہی بنایا، اس سے آگے بڑھتے ہوئے کبھی ذاتیات کو اپنا نشانہ یا موضوع بحث نہیں بنایا۔ کیا ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی زندگی عیوب و نقائص سے اس قدر مبرا اور اوصاف حمیدہ و اخلاق عالیہ سے اس قدر مزین ہوتی ہے! اور کس قدر مبارک اور پاکیزہ زندگی ہے ایسے لوگوں کی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ (اس مستعار) زندگی کو صرف اسی کی ہی اطاعت و فرمانبرداری میں کھپا دیتے ہیں اور دنیا میں انہیں جو کچھ حاصل ہوا، اسی پر قناعت کرتے ہوئے اسی حقیقی منعم کا شکر بجا لاتے ہیں" سچ ہے جو کہ الصادق والمصدوق ﷺ نے فرمایا:

قد أفلح من أسلم و رزق كفافا و قنعه الله بما آتاه (رواہ مسلم)

"بے شک نجات پاگیا وہ شخص جو مطیع ہوا اور اسے بقدر ضرورت رزق دیا گیا ہو اور جتنا

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اللہ تعالیٰ نے اسے دیا ہو اس پر قناعت کرنے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ نے اسے دی ہو"۔

مولانا مرحوم کی زندگی کے وہ سنہری اصول جو کسی بھی انسان کی زندگی کو قیمتی تر اور بامقصد بنانے کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوسکتے ہیں: وقت کی پابندی، نظم و ضبط، کسب حلال، اخلاص، صلہ رحمی، تقویٰ و پرہیزگاری، قناعت، صبروشکر، عزم و ہمت، محنت و مشقت اور احساس ذمہ داری ہیں، اور یقیناً انہیں اصولوں پر دنیا و آخرت میں انسان کی کامیابی و کامرانی کا انحصار ہے اور ان خصوصیات کا حامل شخص اپنی زندگی میں بڑے سے بڑا انقلاب بپا کرسکتا ہے جو کہ ایک بڑی جماعت بھی مل کر بپا نہیں کرسکتی۔

مولانا مرحوم نے ایک مختصر عرصے میں زندگی کے مختلف گوشوں میں اتنا کام کر دکھایا کہ ایک آدمی اس کا تصور نہیں کرسکتا۔ تصنیف و تالیف کا زیادہ تر کام انہوں نے اپنی عمر کے آخری حصے میں کیا اور اس محدود مدت میں جتنی کتابیں اور لٹریچر ان کے نام پر شائع ہوا، ایک آدمی بمشکل ہی اسے اٹھا سکتا ہے، اور پھر اس پر طرفہ یہ کہ ان کے منتخب کردہ کتاب یا مضمون کا موضوع عام موضوعات سے ہٹ کر خاصا پیچیدہ اور علمی ہوتا۔ مثال کے طور پر آپ کی تالیف کردہ کتابیں "الشمس والقمر بحسبان"، "مترادفات القرآن"، "آئینہ پرویزیت"، "روح، عذاب قبر اور سماع موتی" وغیرہ اپنے موضوع اور اسلوب کے اعتبار سے منفرد اور افادیت کی حامل کتابیں ہیں۔ کسی ایک ہی شخص سے اس قدر متنوع موضوعات اور اسالیب پر مبنی کتابوں کی اشاعت ایک حیران کن امر ہے۔ لیکن یہ اللہ کا وہ فضل خاص ہے جس سے وہ اپنے مقرب بندوں کو سرفراز فرماتا ہے۔

ان جیسی ہستیوں کا اللہ تعالیٰ کی زمین پر جنم لینا کوئی بہت زیادہ حیرت انگیز بات بھی نہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں اپنے دین کے احیاء کے لئے چن لیں اور پھر جسے وہ منتخب فرمالیتے ہیں ان کے لئے یہ بشارت بھی دے دی:

﴿ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾

"اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں" (سورۃ حم السجدۃ: ۳۳)

انہی صفات اور محامد و محاسن کی حامل ہستیوں کے بارے میں کہنے والا یوں رطب اللسان ہے:

هم الرجال المصابيح الذين هم
كأنهم من نجوم حية صنعوا
أخلاقهم نورهم من أي ناحية

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

أفبلت تنظر في أخلاقهم سطعوا

مختصر یہ کہ مولانا مرحوم نے پاکیزہ اور قابل رشک زندگی گزاری اور اپنے بعد والوں کے لئے قدوہ ثابت ہوئے جبکہ آپ کی وفات بھی قابل رشک ہے کہ ان کے سفر آخرت کا آغاز اس حالت میں ہوا جب بندہ اپنے معبود حقیقی کے بالکل قریب ہوتا ہے۔ نماز جو کہ ارکان دین میں سب سے افضل اور اہم رکن اور بندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، جیسا کہ صحیح بخاری کی ایک حدیث قدسی میں ارشاد ہوا ہے:

ما تقرب إلیّ عبدی بمثل اداء ما افترضت علیه، ولا یزال عبدی یتقرب إلیّ بالنوافل حتی أحبه (صحیح بخاری)

"کہ میرا بندہ جن چیزوں سے میرا تقرب حاصل کرتا ہے، ان میں سب سے محبوب چیز وہ فرض ہے جو وہ ادا کرتا ہے، وہ ہمیشہ بندگی کے ذریعے میرے قرب کی جستجو کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں"

جب نفلی عبادت کا مقام اور مرتبہ اتنا زیادہ ہے تو پھر فرض نماز کی ادائیگی کے وقت بندہ کا بحالت سجدہ اپنے حقیقی مسجود و معبود سے ملاقات کرنا کس قدر باعث سعادت و مستوجب رضائے الٰہی ہے، جبکہ اس ذات باری تعالیٰ نے خود فرما دیا ہے۔ ﴿ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴾ (سورۃ العلق:۱۹)

"اور سجدہ کر اور قرب خدا حاصل کر" اور پھر "مسجد" جو کہ اللہ تعالیٰ کا گھر اور روئے زمین میں تمام جگہوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بابرکت اور محبوب جگہ ہے، جیسا کہ فرمان نبویؐ ہے:

أحب البلاد إلى الله مساجدها وأبغض البلاد إلى الله أسواقها۔

"اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے محبوب جگہیں مساجد ہیں اور سب سے ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں" (صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ)

نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

یبعث کل عبد علی ما مات علیه۔

"کہ قیامت کے دن ہر انسان کو اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس حالت پر اس نے دار آخرت کی طرف کوچ کیا ہوگا" (صحیح مسلم)

تو اس سے بڑھ کر ایک انسان کے لئے خوش بختی کیا ہو سکتی ہے کہ وہ حساب و کتاب کے دن اپنے رب کے حضور اس کی کبریائی اور جلالت کا اعتراف کرتے ہوئے اور اس کی الوہیت و وحدانیت کا بالفعل اظہار کرتے ہوئے سجدہ کی حالت میں حاضری دے، اور پھر فرض نماز میں صف اول میں اور دائیں جانب کھڑے ہونے کی فضیلت اور درجہ بھی بہت زیادہ ہے جس کی بابت حامل وحی نبی کریم

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ﷺ کا فرمان ہے: خیر صفوف الرّجال أوّلها و شرّها آخرها...... الحدیث (صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ)

غرضیکہ ان تمام سعادتوں سے پروردگار عالم نے اپنے اس بندے کو نوازا جو کہ ایک مومن کے لئے آخرت میں فلاح و فوز کا موجب ہو سکتی ہیں۔ وہ فی الواقع اپنی ذات میں پوری ایک جماعت تھے۔ سیاسی کشمکش اور جماعتی توڑ پھوڑ سے کوسوں دور رہنے والی یہ شخصیت داد تحسین کی مستحق ہے کہ باوجودیکہ اپنے دائرہ کار سے باہر کی دنیا سے انہیں مطلق دلچسپی نہیں تھی لیکن ملکی سیاست، حکومتی پالیسیوں اور جماعتی سرگرمیوں پر ایک ہی وقت میں گہری نظر رکھتے تھے۔ گویا اس پہلو سے بھی ان کی ذات داغدار نہیں ہوئی کہ انہوں نے ایک خاص اور محدود سرکل میں گوشہ نشین ہو کر خانقاہی انداز پر اپنی زندگی گزار دی ہو، بلکہ وہ ہر طبقہ کے لوگوں کے ساتھ انہی کے انداز اور طور طریقوں کے مطابق برتاؤ رکھنے والی ہر دلعزیز ہستی تھے، جس کا مشاہدہ ان کے سفر آخرت کے دن ہوا جب خلق خدا کا ایک جم غفیر اپنی پرنم آنکھوں سے اس "نابغۂ عصر" کو ہمیشہ کے لئے الوداع کہہ رہا تھا اور زمانہ زبان حال سے یوں گویا تھا:

یہ کیا دستِ اجل کو کام سونپا ہے مشیت نے
کہ چمن سے پھول توڑنا اور ویرانے میں رکھ دینا

جبکہ خود راقم اس مسافر کے اپنے پیچھے چھوڑ جانے والے گلشن علم کو داغ مفارقت دینے پر انتہائی غمزدہ بھی تھا اور حسرت بھری نگاہوں سے یہ سارا منظر بھی ملاحظہ کر رہا تھا اور زبان پر یہ الفاظ تھے:

ذهب الرجال المقتدى بفعالهم
والمنكرون لكل أمر منكر
و بقيت في خلف يزكي بعضهم بعضا
ليدفع معور عن معور

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ